حقوق سیریز

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

حقوق سیریز

حقوق اللہ

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

دارالسلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
لندن • ہیوسٹن • نیو یارک

نام کتاب : حقوق اللہ

مصنف : حافظ صلاح الدین یوسف

منتظم اعلیٰ : عبدالمالک مجاہد

مجلس انتظامیہ

محمد طارق شاہد (انچارج شعبہ ادب اطفال دارالسلام)، حافظ عبدالعظیم اسد (مدیر دارالسلام لاہور)

مجلس مشاورت

حافظ صلاح الدین یوسف ڈاکٹر محمد فتح کھوکھر اشتیاق احمد اشفاق احمد خاں

عرفان جمیل محمد امین ثاقب قاری طارق جاوید

ڈیزائننگ اینڈ السٹریشن : زاہد سلیم چودھری (آرٹ ڈائریکٹر)

معاونین : میاں خالد محمود احسن محمود فرید جمال تنویر الحسن حافظ کاشف ظہیر

احمد غنی صدیق احمد صدیقی خطاطی : اکرام الحق

اشاعت اول : جون 2005

سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب

فون: 4043432-4033962 00966 1 فیکس: 4021659

Website: http://www.dar-us-salam.com E-mail: riyadh@dar-us-salam.com

❶ طریق مکہ - العلیا - الریاض فون: 4614483 00966 1 فیکس: 4644945 ❸ جدہ فون: 6879254 00966 2 فیکس: 6336270

❷ شارع العینین - الملز - الریاض فون: 4735220 فیکس: 4735221 ❹ الخبر فون: 8692900 00966 3 فیکس: 8691551

شارجہ فون: 5632623 00971 6 فیکس: 5632624 **لندن** فون: 5202666 0044 208 فیکس: 208 5217645

امریکہ ❶ ہیوسٹن فون: 7220419 001 713 فیکس: 7220431 ❷ نیویارک فون: 6255925 001 718 فیکس: 6251511

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوروم)

❶ 36 - لوئر مال - سیکرٹریٹ سٹاپ - لاہور فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 0092 42 فیکس: 7354072

website: www.darussalampk.com e-mail: info@darussalampk.com

❷ غزنی سٹریٹ - اردو بازار - لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703 ❸ موُن مارکیٹ اقبال ٹاؤن لاہور فون: 7846714

❹ F8 مرکز - اسلام آباد فون: 2500237-51-0092 ❺ مین طارق روڈ (بالمقابل فری پورٹ شاپنگ مال) کراچی فون: 4393936-21-0092 فیکس: 4393937

پیش لفظ

دنیا تباہی کے دھانے پر کھڑی ہے۔ دلوں کا چین چھن چکا ہے۔ ہماری زندگیوں میں سکون نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اطمینان سے ہم کوسوں دور ہے۔ خود غرضی اور نفسانفسی نے ہر کسی کو اپنے حصار میں لے رکھا ہے۔ معاشرتی اقدار اور روایات زوال کا شکار ہو چکی ہیں۔ ظلم اور ناانصافی کا دور دورہ ہے۔ اخوت اور مساوات ناپید ہوتی جا رہی ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ ایک دن یہ دنیا جہنم کا نمونہ بن جائے گی۔

معاشرتی ناہمواریاں کیوں پیدا ہوتی ہیں؟ افراد کو افراد سے شکایت کیوں ہوتی ہے؟ ہر طرف بے اطمینانی کی لہر کیوں دوڑنے لگتی ہے؟ جب ہم کسی کو اس کا حق نہیں دیتے تو پھر یہ خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور ایک سب سے بڑی اور اہم وجہ یہ ہے کہ ہم اللہ کے حقوق کا خیال نہیں رکھتے۔ وہ اللہ جس نے ہمیں تخلیق کیا اور وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ کا فریضہ عائد کر کے اس دنیا میں بھیجا، اُس کے کسی بھی حق کو پورا نہیں کرتے۔

اللہ نے ہمیں توحید کا درس دیا، ہم نے توحید کے لبادے میں بھی شرک کے پیوند لگا لیے۔ شرک، وہ واحد گناہِ عظیم ہے جس کی بخشش نہیں، اور ہم یہی گناہ کیے جارہے ہیں۔ ہماری عبادات: نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج محض نمود و نمائش کی چیزیں بن کر رہ گئی ہیں۔ یہ کیسی عبادات ہیں جن کی ادائیگی کرنے کے بعد بھی ہماری زندگیاں اخلاص سے خالی ہیں۔ ہر معاملے میں جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے، فریب ہمارا کاروبار

بن کر رہ گیا ہے۔اس کے نتیجے میں ہماری زندگیوں سے امن چین رخصت ہو چکا ہے۔ ہر طرف فتنہ وفساد ہے، ناچاقی اور جھگڑے ہیں۔

ہمارے انفرادی اور اجتماعی بگاڑ کا سبب یہی ہے کہ ہم حقوق اللہ سے روگردانی کر رہے ہیں۔ اللہ کے حقوق سے دوری ہی تباہی کے قریب لے جارہی ہے۔ ہماری سلامتی کا واحد راستہ یہی ہے کہ ہم اس بات کو جانیں کہ ہم پر اللہ کے حقوق کیا ہیں اور اُن حقوق کو کیسے پورا کیا جا سکتا ہے؟

یہ کتاب ''حقوق اللہ'' ہماری اس سمت میں فکری رہنمائی کرتی ہے۔حقوق اللہ اوران کے تقاضوں کی عکاس یہ خوبصورت کتاب اور دارالسلام سٹوڈیو کی جانب سے دلنشین انداز میں تیار کردہ آڈیو کیسٹ اور سی ڈی کی سماعت ہماری زندگیوں کا رُخ بدلنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہیں۔اخلاص شرط ہے۔

والسلام

عبدالمالک مجاہد

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اس کی ضروریات کی تکمیل کا سروسامان بھی کیا۔ وہ اس طرح کہ، ایک تو خود اسے بھی عقل وشعور سے نوازا اور دوسرے نمبر پر ساری کائنات کو اس کی خدمت میں لگا دیا۔ انسان اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عقل وبصیرت سے کام لے کر کائنات میں اللہ کی پیدا کردہ چیزوں کو جوڑ جوڑ کر یا ان کو مختلف صورتوں میں ڈھال ڈھال کر ایسی ایسی چیزیں بنا لیتا ہے جن سے انسان کو تمدنی سہولتیں اور جسمِ انسانی کو راحتیں حاصل ہوتی ہیں۔ گویا کچھ چیزیں تو ازخود ہی انسان کی خدمت میں مصروف ہیں اور وہ یہ خدمت صرف اللہ کے حکم سے سرانجام دیتی ہیں۔ انسان کی اپنی رسائی تو وہاں تک ہے ہی نہیں۔ جیسے شمس وقمر کا نظام ہے۔سورج اپنے وقت پر نکلتا ہے اور اپنے وقت پر غروب ہوتا ہے۔ اسی طرح چاند کا اور دیگر مسخر (انسانی خدمت پر مامور) اشیاء کا معاملہ ہے اور کچھ چیزوں کو انسان نے اپنے علم و ہنر اور محنت و کاوش سے اپنی خدمت کے قابل بنا لیا ہے۔ لوہے کی صنعت سے اس نے ریل، بس، کار، ہوائی جہاز وغیرہ بنائے، اے سی، پنکھے، ہیٹر، فریج اور اس طرح کی بے شمار چیزیں بنائیں۔ انسان کو یہ عقل وبصیرت اور شعور کس نے عطا کیا؟ یہ بھی اللہ ہی کا عطا کردہ ہے۔

اس اعتبار سے وہ چیزیں جو اللہ کے حکم سے انسان کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں

یا انسان نے اللہ کی پیدا کردہ چیزوں میں تصرف کر کے ان کو مختلف شکلوں میں ڈھال لیا ہے یا اللہ کی پیدا کردہ غذائی اجناس کو مرکبات کی شکل دے کر انواع واقسام کے ذائقوں میں تبدیل کر لیا ہے تو یہ سب اللہ ہی کی عطا کردہ نعمتیں اور اس کے احسانات ہیں۔ یہ نعمتیں اور احسانات اَن گنت ہیں، یعنی اتنے ہیں کہ انھیں شمار نہیں کیا جا سکتا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ﴾

''اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گننا چاہو، تو تم ان کو گن نہیں سکتے۔''①

اِن اَن گنت نعمتوں اور بے پایاں احسانات کے بدلے میں اللہ تعالیٰ انسان سے کیا چاہتا ہے؟ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انسان صرف اسی ایک اللہ کی عبادت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کا مقصدِ تخلیق یہی بیان کیا ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾

''میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔''②

ایک فارسی شعر میں اس بات کو اس طرح ادا کیا گیا ہے ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند | تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار | شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

یعنی بادل، ہوا، چاند، سورج اور آسمان سب خدمت میں لگے ہوئے ہیں تاکہ تجھے روٹی میسر آ جائے اور تُو غفلت کا ارتکاب نہ کرے۔ سب تیرے لیے سرگرم اور فرمانِ الٰہی کی بجا آوری میں مصروف ہیں، یہ انصاف کی بات نہیں ہوگی کہ تُو اللہ کی فرماں برداری کا مظاہرہ نہ کرے۔

---

① سورۃ النحل، آیت: 18 ② سورۃ الذاریات، آیت: 56

انسان کواللہ نے اپنی عبادت کا جوحکم دیا ہے، وہ اس لیے نہیں ہے کہ اس سے اللہ کی بادشاہت اور سلطنت میں یا اس کی قوت وشوکت میں اضافہ ہو جائے گا اور اگر انسان اللہ کی عبادت نہیں کرے گا تو اس کی سلطنت یا قوت وشوکت میں کوئی کمی آ جائے گی۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بے نیاز ہے اور بلاشرکتِ غیرے تمام اختیارات اور قوتوں کا مالک ہے۔ انسان اللہ کی عبادت کرے گا تو اس میں اسی کا فائدہ ہے اور اگر وہ اللہ کی نافرمانی کا راستہ اختیار کرے گا، تو اس سے اللہ کا کچھ نہیں بگڑے گا انسان خود ہی اپنی تباہی و بربادی کا سامان کرے گا۔ اس بات کو ایک حدیثِ قدسی میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

«يَا عِبَادِي! لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ، وَإِنْسَكُمْ وَ جِنَّكُمْ، كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ، مَا زَادَ ذٰلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا يَا عِبَادِي! لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ، وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ، كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ، مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا يَا عِبَادِي! لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ، وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي، فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلاَّ كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ»

”اے میرے بندو! اگر تمہارے اوّل اور آخر اور اسی طرح تمام انسان اور جن اس ایک آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں جو تم میں سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو (یعنی کوئی بھی نافرمان نہ رہے) تو اس سے میری حکومت اور بادشاہی میں اضافہ نہیں ہوگا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اوّل و آخر، تمام

انسان اور جن اس ایک آدمی کے دل کی طرح ہو جائیں جو تم میں سب سے بڑا نافرمان اور فاجر ہو تو اس سے میری حکومت اور بادشاہی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے اوّل و آخر، انسان اور جن سب ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور مجھ سے سوال کریں، اور میں ہر انسان کو اس کے سوال کے مطابق عطا کر دوں تو اس سے میرے خزانے اور بادشاہی میں اتنی ہی کمی ہوگی جتنی سوئی کے سمندر میں ڈبو کر نکالنے سے سمندر کے پانی میں ہوتی ہے۔''①

مسند احمد میں حدیثِ قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

«يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلأْ صَدْرَكَ غِنًى ،وَأَسُدَّ فَقْرَكَ وَإِلاَّ تَفْعَلْ مَلأْتُ صَدْرَكَ شُغْلاً وَلَمْ أَسُدَّ فَقْرَكَ»

''اے ابنِ آدم! تُو میری عبادت کے لیے فارغ ہو جا، میں تیرا سینہ تونگری سے بھر دوں گا اور تیری حاجتیں پوری کر دوں گا، اگر تُو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے سینے کو اشغال سے بھر دوں گا، اور تیری حاجت مندی کا راستہ بند نہیں کروں گا۔''②

علامہ ابنِ کثیر نے تفسیر ابنِ کثیر میں سورۃ الذاریات آیت 56 کے تحت لکھا ہے:

''بعض آسمانی کتابوں میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابنِ آدم! میں نے تجھے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، لہٰذا تُو اس سے غفلت نہ کر۔ تیرے رزق کا میں ضامن ہوں، تُو اس میں بے جا تکلیف نہ کر۔ مجھے ڈھونڈ، تاکہ تُو مجھے پالے جب تُو نے مجھے پالیا تو یقین مان کہ تو نے سب کچھ پالیا اور اگر میں تجھے نہ ملا تو سمجھ لے

---

① مسلم ، البر والصلة ، باب تحريم الظلم ، حديث : 2577

② مسند احمد : 358/2 وسلسلة الاحاديث الصحيحة ، حديث : 1359

کہ تمام بھلائیاں تُو نے کھو دیں۔ سن! تمام چیزوں سے زیادہ محبت تیرے دل میں میری ہونی چاہیے۔"①

اللہ تعالیٰ سورۃ الطلاق میں فرماتا ہے:

﴿ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ۬ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴾

"اللہ وہ ذات ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے اور زمینیں بھی اتنی ہی۔ ان کے درمیان اللہ کا حکم نازل ہوتا ہے تا کہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے۔"②

اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے واضح ہوا کہ تخلیقِ کائنات اور اُس میں انتظامی احکام جاری کرنے سے مقصود اللہ تعالیٰ کی صفات کا اظہار اور اس کے کمالات کا تعارف کرانا ہے۔

بہرحال انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک، محسن و مُنعم اور کائنات کے مدبر و منتظم کا حق پہچانے اور پھر اسے ادا کرنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ کے یہ حق کون کون سے ہیں؟ اور انھیں کس طرح ادا کرنا ہے، اس کی مختصر تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

---

① تفسیر ابن کثیر عربی (دارالسلام) 304/4

② سورۃ الطلاق، آیت: 12

پہلا حق

توحیدِ الٰہی

توحید کا مسئلہ ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ ہر رسول اور نبی نے سب سے پہلے اپنی اپنی قوموں کو اسی توحید کی دعوت دی۔ ہر ایک نے یہی کہا:

﴿ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ﴾

''اے میری قوم! صرف اللہ کی عبادت کرو، تمہارے لیے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔'' ①

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر آخر الزماں محمد رسول اللہ ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ط﴾

''اور آپ سے پہلے ہم نے جو بھی رسول بھیجا، اس کی طرف یہی وحی کرتے رہے کہ بے شک میرے سوا کوئی معبود نہیں لہٰذا تم میری ہی عبادت کرو۔'' ②

صحیح بخاری میں ہے، نبی کریم ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

«وَهَلْ تَدْرِي حَقَّ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ؟ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ؟ قُلْتُ: اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّ حَقَّ اللهَ عَلَي الْعِبَادِ أَنْ

---

① سورة الاعراف، آیت : 59

② سورة الانبياء، آیت : 25

يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ، وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا »

''کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں، اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے، اسے عذاب نہ دے۔'' ①

اور یہ حق تمام حقوق سے پہلے ہے۔ نہ کوئی حق اس سے پہلے ہے، نہ اس سے بڑھ کر ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ﴾

''اور تمہارے پروردگار نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔''②

اور سورۃ الانعام میں بھی فرمایا:

﴿ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْــًٔـا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ﴾

''کہہ دیجیے! آؤ میں تمہیں وہ پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر واجب کیا ہے (وہ) یہ کہ تم کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔''③

---

① صحیح بخاری، الجهاد والسیر، باب اسم الفرس والحمار، حدیث: 2856

② سورۂ بنی اسرائیل، آیت: 23 ③ سورۃ الانعام، آیت: 151

چونکہ یہ حق تمام حقوق سے افضل ہے، دین کے تمام احکام کی بنیاد ہے، اسی لیے نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ کی تیرہ سالہ زندگی میں لوگوں کو اسی حق کے قائم کرنے کی دعوت دیتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کے شریک ہونے کی نفی کرتے رہے۔ قرآنِ کریم کی بیشتر آیات میں بھی اسی حق کو ثابت کیا گیا ہے اور اس کے بارے میں شبہات کی نفی کی گئی ہے۔ ہر نمازی فرض نماز پڑھے یا نفل، یہ الفاظ کہہ کر اسی حق کو ادا کرنے کا عہد کرتا ہے:

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾

''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔''①

توحید کی یہ حقیقت اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں رکھی ہے۔

عبادت کا مطلب کیا ہے؟

عبادت کا مطلب ہے، کسی عظیم ہستی کو تمام اختیارات کا مالک سمجھ کر اس کے سامنے اپنی عاجزی، بے بسی اور لاچارگی کا اظہار کرنا۔

ایسی ہستی جس کی عظمت وقدرت کے سامنے انسان اپنے آپ کو بے بس محسوس کرے اور جو کچھ مانگنا ہو، اس کا عاجز بندہ بن کر صرف اسی سے مانگے۔ اسی کا خوف اپنے دل میں رکھے۔ اپنی اُمیدیں صرف اسی سے وابستہ کرے، نذر نیاز صرف اسی کے نام کی دے۔ وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اس طرح سمجھنا اور کرنا یہ اللہ کی عبادت ہے۔ اسی طرح نماز ادا کرنا، روزہ رکھنا، بیت اللہ کا حج کرنا، زکوٰۃ دینا، یہ بھی عبادات ہیں جو صرف اللہ ہی کے لیے کی جا سکتی ہیں۔ نماز صرف اللہ کے لیے، روزہ صرف اللہ کے لیے، بیت اللہ کا حج اور اس کا طواف صرف اللہ کے لیے

---

① سورۃ الفاتحہ، آیت: 5

زکوٰۃ و انفاق صرف اللہ کے لیے۔ ان میں سے کوئی بھی کام اللہ کے سوا کسی اور کے لیے نہیں کیا جا سکتا، اگر کیا جائے گا، تو یہ شرک ہے۔

ایک عام گمراہی

اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عبادت صرف اللہ کے لیے نماز پڑھنا اور روزے رکھنا ہی ہے۔ چنانچہ وہ اللہ کے سوا کسی کے لیے نماز نہیں پڑھتے، کسی کے لیے روزے نہیں رکھتے، لیکن کسی اور کے نام پر نذر نیاز دینا، کسی اور سے ماورائے اسباب طریقے سے استغاثہ وفریاد کرنا یعنی دعا کرنا، اس کو وہ جائز سمجھتے ہیں اور فوت شدہ لوگوں کے نام کی نذر نیاز بھی دیتے ہیں اور ان کو مدد کے لیے بھی پکارتے ہیں۔ حالانکہ نذر نیاز بھی عبادت ہے اور ماورائے اسباب طریقے سے کسی کو حاجت روا، مشکل کشا، دور اور نزدیک سے ہر ایک کی فریاد سننے والا باور کر کے اسے پکارنا اور اس سے دعا کرنا بھی عبادت ہے۔ ان آخری دو صورتوں میں غیر اللہ کی یہ عبادت عام ہے۔

شرک، انسانی فطرت کے خلاف ہے

صحیح مسلم میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلاَّ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ وَيُمَجِّسَانِهِ»

”ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر بچے کے والدین اسے یہودی، عیسائی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔“①

یہاں فطرت سے مراد وہی توحید ہے جس کی تعلیم اسلام نے دی ہے، جو اسلام کا امتیاز ہے۔ دنیا میں پہلے صرف توحید ہی تھی، شرک بعد میں پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ

① صحیح مسلم، القدر، باب معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ حدیث:2658

سورۃ البقرہ میں فرماتا ہے:

﴿ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ﴾

''دراصل لوگ ایک ہی امت تھے، پس اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو خوش خبری سنائیں اور ڈرائیں، اور ان کے ساتھ ہی حق کے ساتھ کتاب نازل کی تا کہ وہ لوگوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کریں جن میں انھوں نے اختلاف کیا۔''①

شرک کا آغاز اور اس کی بنیاد

سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم نے سب سے پہلے شرک کیا، اور اس کا آغاز اس وقت ہوا، جب انھوں نے نیک لوگوں کی تعظیم میں غلو کیا۔ انھوں نے اپنے بڑے بڑے پانچ بت بنا لیے تھے اور ان کی بابت وہ اتنے سخت تھے کہ اللہ نے ان کا قول نقل کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۂ نوح میں فرماتا ہے:

﴿ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴾

''اور انھوں نے کہا کہ ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو ودّ کو، نہ سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو۔''②

امام بخاری رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ''یہ

---

① سورۃ البقرہ، آیت: 213 ② سورۂ نوح، آیت: 23

نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام تھے۔ ان کے انتقال کرنے پر شیطان نے ان کی قوم کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ ان مجلسوں میں جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے، (ان کی یاد تازہ رکھنے کے لیے) مورتیاں بنا کر رکھو۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن اس نسل کے لوگوں نے ان مورتیوں کی پوجا نہ کی۔ ان کی پوجا اس وقت شروع ہوئی، جب مورتیاں رکھنے والے فوت ہو گئے اور لوگ ان کی اصل حقیقت کو بھول گئے۔"①

اسی طرح امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"سلف میں کئی ایک نے کہا ہے کہ جب وہ نیک لوگ فوت ہو گئے تو انھوں نے ان کی قبروں پر ڈیرہ ڈال دیا۔ پھر انھوں نے ان کی مورتیاں بنا ڈالیں اور پھر کافی مدت گزرنے کے بعد ان کی پوجا شروع ہوگئی۔"

آپ غور کریں گے کہ شرک کس طرح شروع ہوا؟ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس کی بنیادی وجہ بزرگوں کی محبت میں غلو، یعنی انھیں ان کے مقام سے بڑھا دینا ہی ہوتا ہے۔ عیسائیوں کو بھی اسی غلو نے گمراہ کیا، انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں اتنا مبالغہ کیا کہ انھیں اللہ یا ابن اللہ یعنی اللہ کا بیٹا بنا دیا۔ آج کل کے بہت سے مسلمان بھی اسی غلو اور عقیدت کا شکار ہو کر مشرکانہ عقائد و اعمال میں مبتلا ہیں۔ وہ بھی بہت سے فوت شدہ بزرگوں کو الٰہی صفات کا حامل ٹھہرا کر انھیں حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے پکارتے ہیں۔ ان سے استغاثہ و فریاد کرتے ہیں اور ان سے ضرر کا اندیشہ اور نفع کی اُمید رکھتے ہیں۔ حالانکہ اللہ کے سوا کسی اور کی بابت اس قسم کا عقیدہ رکھنا، شرک ہے، اور شرک اتنا بڑا جرم ہے کہ کبھی معاف نہیں ہوگا۔ سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

---

① صحیح البخاری، التفسیر، باب: ﴿وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ﴾ حدیث: 4920

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ شرک کرنے والوں کو نہیں بخشے گا، اس کے علاوہ جسے چاہے گا، بخش دے گا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کیا اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔''①

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء میں، دوسرے مقام پر پھر یہی بات بیان فرمائی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ شرک کرنے والوں کو نہیں بخشے گا۔ اس کے علاوہ جسے چاہے گا بخش دے گا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''②

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾

''جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے، تو اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور ان مشرکوں کا (وہاں) کوئی مددگار نہیں ہوگا۔''③

اسی طرح اللہ تعالیٰ سورۃ الانعام میں فرماتا ہے:

---

① سورۃ النساء، آیت: 48 ② سورۃ النساء، آیت: 116

③ سورۃ المائدۃ، آیت: 72

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴾

”جو لوگ ایمان لا کر اپنے ایمان کو شرک سے خلط ملط نہیں کرتے، انھی لوگوں کے لیے امن ہے اور حقیقتاً راہ پانے والے لوگ وہی ہیں۔“①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اجْتَنِبُوا الْمُوْبِقَاتِ: الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ»

”شرک اور جادو سے بچو، یہ ہلاک کرنے والے ہیں۔“②

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اے معاذ! تم جانتے ہو، اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟ انھوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر حق یہ ہے کہ بندے اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ پھر فرمایا: تم جانتے ہو کہ بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ انھوں نے کہا، اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں آپ نے فرمایا: یہ کہ انھیں عذاب نہ دے، یعنی اگر وہ اللہ کی عبادت کریں گے، اور کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے، تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ بھی انھیں عذاب نہیں دے گا۔“③

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① سورة الانعام، آيت: 82

② صحیح بخاری، الطب، باب الشرك والسحر من الموبقات، حديث: 5764

③ صحیح بخاری، الجهاد والسير، باب اسم الفرس والحمار، حديث: 2856

«أَتَانِي جِبْرِيلُ فَبَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لاَ يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ ، قُلْتُ : وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ»

''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انھوں نے مجھے بشارت دی کہ میری امت میں سے جو شخص اس حال میں مر گیا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا ہوگا، تو اس کے لیے جنت ہے۔ میں نے کہا، اگرچہ اس نے چوری کی ہو، زنا کیا ہو۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: ہاں، اگرچہ اس نے چوری کی ہو اور زنا کیا ہو۔''①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَنَّ اللهَ تَعَالٰى يَقُولُ لأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا: لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِي الأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ كُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ فَقَدْ سَأَلْتُكَ مَا هُوَ أَهْوَنُ مِنْ هٰذَا وَأَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ ، أَنْ لاَ تُشْرِكَ بِي فَأَبَيْتَ إِلاَّ الشِّرْكَ»

''قیامت کے روز دوزخیوں میں سے سب سے کم عذاب والے سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اگر زمین کی کل چیزیں تیری ہوں، تو کیا ان سب کے بدلے میں اس عذاب سے نجات حاصل کرنا پسند کرے گا؟ وہ کہے گا

---

① صحيح بخاری، الاستئذان ، باب من أجاب بلبيك وسعديك ، حديث : 6268 وصحيح مسلم ،الإيمان ، باب الدليل على من مات لايشرك بالله شيئا دخل الجنة، وإن من ...... حديث : 94

ہاں! پسند کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب تو آدم کی پیٹھ میں تھا تو میں نے تجھ سے اس سے بھی کم چیز کا مطالبہ کیا تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا مگر تُو نے انکار کیا اور شرک ہی کیا۔'' ①

ان آیات اور احادیث سے ثابت ہوا کہ شرک سے بڑا گناہ کوئی نہیں اور یہ نا قابلِ معافی ہے۔ دوسرے گناہ معاف ہو سکتے ہیں، لیکن شرک معاف نہیں ہوگا۔

شرک کی اقسام اور مختلف شکلیں

مذکورہ تفصیلات کی روشنی میں اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے ہاں شرک کس کس شکل میں موجود ہے۔

☆ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنا شرک ہے، لہٰذا جو لوگ قبروں کو سجدے کرتے ہیں یا تصاویر اور بتوں کو سجدے کرتے ہیں، وہ مشرک ہیں۔

☆ اللہ کے برابر کسی دوسرے کا علم ماننا، یہ بھی شرک ہے۔ بہت سے لوگ نبیٔ اکرم ﷺ کا علم اللہ کے برابر مانتے ہیں، چنانچہ ایسے لوگ بھی مشرک ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ جیسی طاقت اور قدرت کسی اور ہستی میں ماننا، یہ بھی شرک ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو مشکل کشا ماننا، یہ بھی شرک ہے۔

☆ ہماری دعائیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں سن سکتا، اگر ہم یہ خیال کر لیں کہ فلاں فلاں بزرگ بھی ہماری دعائیں سنتے ہیں، تو یہ بھی شرک ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۂ روم میں فرماتا ہے:

﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ

① صحیح بخاری، أحادیث الأنبیاء، باب خلق آدم و ذریته، حدیث: 3334

هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ط سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

''اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہیں روزی دی، پھر تمہیں موت دے گا۔ پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے ٹھہرائے ہوئے معبودوں میں سے کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کوئی ایک کام بھی کرتا ہو۔ پاک ہے وہ اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔''①

لا الہ الااللہ کے صرف الفاظ کہہ دینے کافی نہیں، اس کے معانی بھی جاننے ضروری ہیں، اور وہ معانی صرف زبان سے اس بات کا اظہار کر دینا نہیں ہے کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، بلکہ ان الفاظ کی روح معلوم ہونی چاہیے۔ ہم پورے خلوص سے اس روح پر کاربند ہوں۔ وہ روح یہ ہے کہ آپ کے دل میں اس کے سوا کوئی اور نہ ہو۔ اللہ کے سوا کسی پر آپ کا بھروسا نہ ہو۔ صرف زبان سے توحید کا اظہار کچھ بھی مفید نہیں، جب تک کہ دل لا الہ الااللہ کا قائل نہ ہو۔ شاعرِ مشرق نے کیا خوب کہا ہے ؎

زباں سے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

(توحید اور شرک کی حقیقت سمجھنے اور مزید وضاحت کے لیے کتاب ''توحید اور شرک کی حقیقت'' مطبوعہ دارالسلام، ملاحظہ فرمائیں)

---

① سورۂ روم ، آیت : 40

دوسرا حق

نماز

اللہ کی توحید کا اقرار و اعتراف اور اس کے تقاضوں کی تکمیل اللہ کا پہلا حق ہے۔ عقیدۂ توحید کے بعد اللہ کے حقوق میں سب سے اہم حق نماز ہے۔ اس کی اہمیت اس سے واضح ہے کہ نماز کا حکم پہلی اُمتوں کو بھی دیا جاتا رہا ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں اس کی صراحت موجود ہے۔ قرآنِ کریم میں وضاحت کے ساتھ 109 مقامات پر نماز کا ذکر آیا ہے، مثلاً سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ﴾

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''①

اسی طرح سورۃ البقرہ ہی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾

''اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، اور یہ بہت بھاری ہے مگر ڈر رکھنے والوں پر (بھاری نہیں)۔ جو جانتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''②

---

① سورۃ البقرہ، آیت: 43 ② سورۃ البقرہ، آیت: 45،46

اسی طرح سورۃ البقرہ کے اور کئی مقامات پر بھی نماز کا ذکر ہے۔ سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَ اَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ؕ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴾

''اور یہ کہ تم نماز کی پابندی کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور وہی ذات ہے جس کی طرف تم سب اکٹھے کیے جاؤ گے۔''①

سورۂ آلِ عمران، سورۃ النساء، سورۂ مائدہ، سورۂ اعراف، سورۂ انفال، سورۂ توبہ سورۂ یونس سورۂ ہود، سورۂ رعد، سورۂ ابراہیم، سورۂ حجر، سورۂ بنی اسرائیل سورۂ مریم سورۂ طٰہٰ، سورۂ انبیاء، سورۂ حج، سورۂ مومنون، سورۂ نور، سورۂ فرقان سورۂ شعراء سورۂ نمل، سورۂ عنکبوت، سورۂ روم، سورۃ السجدہ، سورۂ احزاب، سورۂ فاطر سورۂ زمر سورۂ شوریٰ، سورۂ فتح، سورۂ ق، سورۂ ذٰریٰت، سورۂ طور، سورۂ نجم سورۂ مجادلہ سورۂ جمعہ، سورۂ قلم، سورۂ معارج، سورۂ جنّ، سورۂ مزمل، سورۂ مدثر سورۂ قیامہ سورۂ دھر، سورۂ مرسلت، سورۂ اعلیٰ، سورۂ علق، سورۂ بینہ، سورۃ الماعون اور سورۂ کوثر میں نماز کا ذکر موجود ہے۔

اِس تفصیل سے آپ نماز کی اہمیت جان سکتے ہیں۔

اب اس کی بابت چند احادیث بھی ملاحظہ فرمالیں، ان سے بھی نماز کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا:

---

① سورۃ الانعام، آیت: 72

«الصَّلاَةُ عَلَي وَقْتِهَا، قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: بِرُّ الْوَالِدَينِ قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللهِ»

''نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا۔ عرض کیا، پھر کون سا عمل؟ فرمایا: ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ عرض کیا، پھر کون سا عمل؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا۔''①

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اسْتَقِيمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَعْمَالِكُمُ الصَّلاَةَ، وَلاَ يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلاَّ مُؤْمِنٌ»

''اے لوگو! سیدھی روش رکھو، حق پر قائم رہو اور تم ہرگز ایسا نہ کر سکو گے کہ پوری پوری سیدھی روش رکھو، یعنی (کچھ نہ کچھ کمی و کوتاہی تم سے ضرور ہو جائے گی) اور یہ جان لو کہ تمہارے اچھے کاموں میں نماز سب سے بہتر ہے، اور مومن کے علاوہ کوئی وضو کی حفاظت نہیں کرتا۔''②

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«رَأْسُ الأَمْرِ الإِسْلاَمُ، وَعَمُودُهُ الصَّلاَةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ»

''معاملے کی بنیاد اسلام ہے، اور اس کا ستون نماز ہے، اور اس کے کوہان کی بلندی جہاد ہے۔''③

---

① صحیح بخاری، مواقیت الصلاۃ، باب فضل الصلاۃ لوقتھا، حدیث: 527
② سنن ابن ماجه، الطهارة و سننها، باب المحافظة على الوضوء، حديث: 278
③ جامع ترمذی، الإیمان، باب ماجاء فی حرمة الصلاة، حدیث: 2616

سنن ابن ماجہ کی اس حدیث سے نماز کی اہمیت اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔
سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

«أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ أَنْ لاَ تُشْرِكْ بِاللهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلاَ تَتْرُكْ صَلاَةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ، وَلاَ تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ»

''مجھے میرے محبوب دوست یعنی نبی کریم ﷺ نے وصیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنانا، چاہے تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے، یا تجھے آگ میں جلا دیا جائے اور فرض نماز کو بھی قصداً نہ چھوڑنا، کیونکہ جس نے قصداً فرض نماز کو چھوڑ دیا، تو اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ اٹھ گیا، اور شراب بھی نہ پینا، کیونکہ یہ ہر برائی کا دروازہ کھولنے والی چیز ہے۔''①

نماز کی اس قدر تاکید کے ساتھ ساتھ نماز چھوڑنے والے کے بارے میں بھی سخت وعید آئی ہے۔ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ الصَّلاَةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ»

''ہمارے اور کافروں کے درمیان عہد (کی بنیاد) نماز ہے، لہٰذا جس نے نماز چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔''②

سنن ابی داود میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

---

① سنن ابن ماجه ، الفتن ، باب الصبر على البلاء ، حديث : 4034
② جامع ترمذی ، الإيمان ، باب ماجاء فی ترك الصلاة ، حديث : 2621

«بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلاَةِ»

''بندے اور کفر میں فرق کرنے والی چیز صرف نماز کا چھوڑنا ہے۔''①

جامع ترمذی میں رسولِ اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی اس طرح ہے:

«بَيْنَ الْكُفْرِ وَالإِيمَانِ تَرْكُ الصَّلاَةِ»

''ایمان اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔''②

یعنی جس نے نماز چھوڑ دی، اس نے ایمان اور کفر کے درمیان فرق کو ختم کر دیا۔

نماز کی قبولیت کے لیے بنیادی شرطیں

قبولیتِ نماز کے لیے ضروری ہے کہ طہارت کے علاوہ

- ☆ اس کے جسم پر جو لباس ہو، وہ حلال کمائی سے بنایا ہوا ہو
- ☆ خشوع وخضوع سے نماز پڑھی جائے۔
- ☆ سنت کے مطابق اعتدالِ ارکان کا اہتمام کیا جائے، یعنی نماز کے ہر رکن کو اطمینان کے ساتھ ادا کیا جائے۔

(نماز کے اہم ضروری مسائل کے لیے کتاب ''مسنون نماز'' اور ''محمدی نماز'' مطبوعہ دارالسلام ملاحظہ فرمائیں)

① سنن ابی داود، السنة، باب فی ردالإرجاء، حدیث: 4678

② جامع ترمذی، الإیمان، باب ماجاء فی ترک الصلاة، حدیث: 2618

تیسرا حق

زکوٰۃ

نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کا اہم حق زکوٰۃ کی ادائیگی ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآنِ حکیم میں تیس سے زیادہ مقامات پر یہ الفاظ آئے ہیں:

﴿ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ﴾

''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔''

قرآنِ کریم میں ستّر سے زیادہ مقامات پر انفاق فی سبیل للہ کا حکم آیا ہے، یعنی اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا۔ جس میں نفلی صدقات کے ساتھ ساتھ فرضی صدقہ زکوٰۃ بھی آ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ سب مسلمانوں پر فرض نہیں کی، صرف صاحبِ نصاب شخص پر فرض کی ہے اور زکوٰۃ فقرا، مساکین، محرومین وغیرہ کو ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے کمال شفقت اور رحمت سے اپنے ضرورت مند بندوں کی فلاح و بہبود کو اپنا حق قرار دے دیا۔ یہ اس کی کس قدر مہربانی ہے...... حق اس کا اور فائدہ اٹھائیں بندے۔ سبحان اللہ!

زکوٰۃ کی ادائیگی بھی فرض ہے۔ نماز اور روزہ تو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ چاہے وہ امیر ہو یا غریب، اس کے گھر میں کھانے کو ہو یا نہ ہو، وہ جھونپڑی میں رہتا ہو یا کوٹھی میں، اسے نماز بھی پڑھنی ہوگی اور روزے بھی رکھنے پڑیں گے، جب کہ زکوٰۃ صرف صاحبِ نصاب ادا کرے گا، یعنی جو لوگ بافراغت کھانے پینے والے ہوں، اور جن

کے پاس روزمرہ ضروریات میں سے خرچ کرنے کے بعد کچھ بچ بھی جائے۔

نماز، روزے اور زکوٰۃ میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ نماز اور روزہ صرف اللہ کا حق ہیں، جب کہ زکوٰۃ میں اللہ کے حق کے ساتھ بندے بھی شامل ہیں۔

ایک فرق یہ بھی ہے کہ نماز اور روزہ جسمانی عبادات ہیں، جب کہ زکوٰۃ مالی عبادت ہے۔ سورۃ التوبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ﴾

"آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لیجیے، جس کے ذریعے سے آپ ان کو پاک صاف کریں اور ان کے لیے دعا کیجیے۔"①

یہ حکم عام ہے۔ صدقے سے مراد فرضی صدقہ یعنی زکوٰۃ بھی ہو سکتی ہے، اور نفلی صدقہ بھی۔ یعنی نبی کریم ﷺ سے کہا جا رہا ہے کہ آپ صدقے کے ذریعے سے مسلمانوں کی تطہیر اور ان کا تزکیہ فرما دیں۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ زکوٰۃ و صدقات انسان کے اخلاق و کردار کی طہارت و پاکیزگی کا بڑا ذریعہ ہیں۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے، نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

«مَا يَسُرُّنِي أَنَّ عِنْدِي مِثْلَ أُحُدٍ هٰذَا ذَهَبًا تَمْضِي عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ إِلاَّ شَيْئًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ»

"مجھے اس سے بالکل خوشی نہیں ہوگی کہ میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور اس پر تین دن اس طرح گزر جائیں کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس باقی رہ جائے، سوائے اس تھوڑی سی رقم کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لیے رکھ چھوڑوں۔"②

---

① سورۃ التوبہ ، آیت : 103

② صحیح بخاری، الرقاق، باب قول النبی ﷺ مایسرنی أن عندی مثل أحد ھذا ذھبا ، حدیث : 6444

آپ نے ایک مرتبہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«أَنْفِقْ بِلاَلُ! وَلاَ تَخْشَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ إِقْلاَلاً»

''اے بلال خرچ کرو، عرش کے مالک سے کمی کا اندیشہ نہ کرو۔''①

یعنی اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے کمی نہیں آتی، بلکہ تم جس کی راہ میں خرچ کر رہے ہو، وہ زمین اور آسمان کا مالک ہے۔ جن لوگوں پر زکوٰۃ فرض ہے اور وہ ادا نہیں کرتے، ان کے بارے میں صحیح مسلم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

«مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلاَ فِضَّةٍ، لاَ يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا، إِلاَّ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ، فَأُحْمِيَ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ، فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا رُدَّتْ أُعِيدَتْ لَهُ»

''جس کے پاس سونا اور چاندی ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے، تو قیامت کے دن اس کے لیے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی، اور دوزخ کی آگ میں ان کو گرم کر کے پھر اس کے دونوں پہلوؤں، پیٹھ اور پیشانی کو داغا جائے گا، اور جب یہ ٹھنڈی ہو جائیں گی، تو پھر ان کو گرم کر کے ان سے اس کو داغا جائے گا۔''②

صحیح بخاری کی ایک حدیث میں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ آتَاهُ اللهُ مَالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ، يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِلَهْزِمَتَيْهِ

---

① شعب الایمان للبیهقی، حدیث: 1345

② صحیح مسلم، الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، حدیث: 987

يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا مَالُكَ، أَنَا كَنْزُكَ»

''جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اور وہ اس کی زکوٰۃ نہیں دیتا تو قیامت کے دن اس کے مال کو ایک بہت ہی زہریلے اور گنجے سانپ کی شکل میں ڈھال دیا جائے گا اور اسے اس کی گردن کا طوق (ہار) بنا دیا جائے گا، وہ اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔''①

ایک مرتبہ دو عورتیں آپ کی خدمت میں آئیں، ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا:

«أَتُؤَدِّيَانِ زَكَاتَهُ؟ قَالَتَا: لاَ، قَالَ: فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: أَتُحِبَّانِ أَنْ يُسَوِّرَكُمَا اللهُ بِسِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ؟ قَالَتَا: لاَ، قَالَ: فَأَدِّيَا زَكَاتَهُ»

''کیا تم نے ان کی زکوٰۃ دی ہے؟ انھوں نے کہا: جی نہیں، آپ نے فرمایا: کیا تم کو یہ پسند ہے کہ ان کے بدلے اللہ تعالیٰ تمھیں آگ کے دو کنگن پہنائے؟ وہ بولیں، نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تب پھر ان کی زکوٰۃ دیا کرو۔''②

عورتوں کو زیورات سے بہت محبت ہوتی ہے، انھیں اس حدیث پر غور کرنا چاہیے۔ جو لوگ مال رکھتے ہوئے زکوٰۃ نہیں دیتے، وہ اپنے لیے قیامت میں کتنا بڑا عذاب تیار کر رہے ہیں۔ دنیا میں آدمی اسی مال کی وجہ سے آرام اور چین کی زندگی

---

① صحيح بخاری، الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، حديث: 1403
② جامع ترمذی، الزكاة، باب ماجاء في زكاة الحلي، حديث: 637

بسر کرتا ہے، بیماری اور دکھ تکلیف سے نجات حاصل کرتا ہے، لیکن اگر اس نے زکوۃ ادا نہ کی، تو یہی مال قیامت کے دن اس کے لیے عیش وعشرت کی بجائے آگ کا سبب بن جائے گا۔

زکوۃ کی ادائیگی دین میں کس قدر اہم ہے۔ اس کا اندازہ لگانے کے لیے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عمل کا جائزہ لیجیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب آپ خلیفہ ہوئے، تو کئی فتنے اٹھ کھڑے ہوئے۔ کچھ لوگ اسلام سے پھر گئے، انھوں نے مسیلمہ کذاب کو نبی مان لیا، کچھ قبائل نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا، اور اعلان کیا کہ ہم دین کے باقی ارکان پر تو عمل کریں گے، لیکن زکوۃ نہیں دیں گے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو انھوں نے اُن کے خلاف جہاد کا اعلان فرما دیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتا چلا تو آپ کی خدمت میں آئے اور کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کلمہ گو مسلمانوں کے خلاف جنگ نہیں ہوسکتی، اسلام لانے کے بعد ان کی جان اور ان کے مال محفوظ ہو جاتے ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! یہ ٹھیک ہے، لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ جب کوئی کلمہ گو کلمے کا حق ادا نہ کرے تو اس سے جنگ کی جائے، اور جس طرح نماز اللہ کا ایک حق ہے، اسی طرح زکوۃ بھی اللہ کا ایک حق ہے، یہ لوگ اس سے انکار کر رہے ہیں اور دونوں حقوں کے درمیان فرق کر رہے ہیں، یعنی ایک کو ضروری اور دوسرے کو غیر ضروری قرار دے رہے ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ جواب سن کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے پر نظر ثانی کی اور اس پر دوبارہ غور کیا، تو اللہ نے اُن کا سینہ بھی اسی طرح کھول دیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھولا تھا اور وہ اس بات کے قائل ہو گئے کہ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا موقف صحیح ہے اور تمام صحابہ نے بھی خلیفۂ وقت کی اس رائے سے اتفاق کیا، یوں منکرینِ زکوٰۃ کے کفر پر صحابۂ کرام کا اجماع ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ زکوٰۃ ایسا حق ہے کہ جو ادا نہ کرے، اُس کے خلاف جہاد کیا جائے گا، اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایسے لوگوں کے خلاف جہاد کیا۔

زکوٰۃ جہاں اللہ کا حق ہے، وہاں بندوں کا بھی حق ہے۔ فرض عبادات میں نماز روزہ اور حج خالص اللہ کے حقوق ہیں، لیکن زکوٰۃ کی حیثیت دُہری ہے۔ یہ اللہ کا حق ہونے کے ساتھ ساتھ بندوں کا حق بھی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا تو وہ اللہ کے حق میں کوتاہی کے ساتھ، بہت سے بندوں کا حق بھی مارتا ہے۔

زکوٰۃ کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ دولت زیادہ سے زیادہ گردش میں رہے۔ چند لوگوں کے پاس جمع ہو کر نہ رہ جائے، کیونکہ معاشی خوش حالی کا بنیادی فلسفہ یہی ہے کہ ساری دولت چند لوگوں کی مٹھی میں نہ رہے، بلکہ پھیلتی رہے۔ آخرت کے فائدے کے علاوہ زکوٰۃ کے بے شمار دنیاوی فوائد بھی ہیں۔

- اس سے غریبوں کی مدد ہوتی ہے۔
- بھائی چارے اور ہمدردی کی فضا قائم ہوتی ہے۔
- محبت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔
- مال کی محبت کم ہوتی ہے۔ جب آدمی میں مال کی محبت کم ہوتی ہے، تو اس میں اخلاق، شرافت اور عاجزی پیدا ہوتی ہے۔

غور کیا جائے تو اس سے دنیا کے غریبوں اور کم آمدنی رکھنے والے لوگوں کو کتنا فائدہ ہوتا ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ہمارے ملک کی پوری آمدنی پر زکوٰۃ نکالی

جائے تو یہ زکوٰۃ اربوں میں ہوگی۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق صرف پاکستان کے اندر زکوٰۃ کی مَد میں نکلنے والی سالانہ رقم 70 سے 80 ارب کے درمیان ہے۔ ان اربوں روپے سے ملک کے کتنے غریبوں اور بے روزگاروں کو روزگار فراہم کیا جا سکتا ہے، اور ضرورت کے وقت انھیں قرض دیا جا سکتا ہے، اور اس رقم پر نہ ان سے سود لیا جائے گا اور ادا نہ کرنے کی صورت میں ان کی جائیداد ضبط نہیں کی جائے گی۔

عربی زبان میں زکوٰۃ کے معنی پاک ہونے اور بڑھنے کے ہیں۔ جب کہ شریعت میں خالص اللہ کی خوشنودی کے لیے شرعی حکم کے مطابق ایک مقررہ مال کسی مستحق مسلمان کو دینے کا نام زکوٰۃ ہے۔ یعنی وہ اس رقم کا مالک ہو جاتا ہے، لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والا زکوٰۃ لینے والے سے کوئی فائدہ نہ اٹھائے۔ اگر وہ کسی طرح کا فائدہ اٹھائے گا، یا فائدے کی امید رکھے گا، تو خطرہ ہے کہ اللہ کے ہاں اس کی زکوٰۃ قبول نہ ہو۔ شریعت میں اس کو زکوٰۃ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس طرح دینے والے کا مال پاک ہو جاتا ہے۔ اس کی نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے، وہ آخرت کے عذاب سے بچ جاتا ہے۔ اس کے ذریعہ سے بہت سے غریبوں کے پاس مال آ جاتا ہے۔ وہ اس سے اپنا کام چلاتے ہیں۔ کوئی کام کاج کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

زکوٰۃ ہر صاحبِ نصاب شخص پر فرض ہے جو مسلمان ہو اور آزاد ہو۔ اس میں بالغ اور عاقل ہونا شرط نہیں۔ چھوٹے بچے اور مجنون کے مال پر بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ زکوٰۃ اس مال پر واجب ہے، جس پر پورا ایک سال گزر جائے۔ کل مال پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ نکالی جاتی ہے۔

زکوٰۃ کے مسائل کے لیے کتاب ''زکوٰۃ وعشر کے احکام'' مطبوعہ دارالسلام

ملاحظہ فرمائیں۔

یہاں حقوق اللہ کے ضمن میں اس کا مختصر بیان ہو رہا ہے۔ صرف اتنا جان لیں کہ کس کس مال پر زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ سونے، چاندی، مالِ تجارت اور نقد رقم پر واجب ہے۔ اسی طرح جو مویشی حدِ نصاب کو پہنچتے ہوں، ان پر بھی زکوٰۃ ہے۔ ان کے علاوہ زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ ہے۔ اس کا نصاب جدا ہے۔ اس کو عُشر کہتے ہیں۔ ان سب کے تفصیلی احکام اور زکوٰۃ کے دیگر مسائل و فوائد کے لئے مذکورہ کتاب ''زکوٰۃ و عشر کے احکام'' دیکھیں۔

چوتھا حق

روزہ

توحید، نماز اور زکوٰۃ کے بعد اب ہم آتے ہیں روزے کی طرف۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ میں فرماتا ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾

''اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے دوسری امتوں پر فرض کیا گیا تھا، تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔''①

اس کا مطلب ہے کہ روزہ پہلی امتوں پر بھی فرض تھا۔ اسلامی شریعت میں مسلمانوں پر سال بھر میں ایک ماہ کے روزے فرض کیے گیے ہیں۔ روزے کا مطلب یہ ہے کہ دن بھر (صبح صادق سے غروب شمس تک) آدمی کھانے، پینے، بے ہودہ گوئی فضولیات اور عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے پرہیز کرے۔ روزے کی فضلیت میں بے شمار احادیث آئی ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«قَالَ اللّٰهُ : كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلاَّ الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ»

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آدمی کے سب اعمال اس کے لیے ہیں لیکن روزہ

① سورۃ البقرہ، آیت: 183

خاص میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا دوں گا۔"①

یعنی روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ اس کا بدلہ عام نیکیوں کی جزا سے ہٹ کر میں خود ہی دوں گا اور قیامت کے روز ہی بتلاؤں گا۔

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: مجھے کسی بڑے عمل کا حکم دیجیے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لاَ عِدْلَ لَهُ ، قُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! مُرْنِي بِعَمَلٍ ، قَالَ: عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لاَ عِدْلَ لَهُ»

"روزے رکھو، کیونکہ کوئی عمل اس جیسا نہیں۔ میں نے دوبارہ عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی (بڑے) عمل کا حکم دیجیے، آپ نے فرمایا: روزے رکھو، کیونکہ کوئی عمل اس جیسا نہیں۔"②

مطلب یہ ہے کہ بعض خصوصیات کی بنا پر روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کی کوئی مثال نہیں، کیونکہ انسان جب روزہ رکھتا ہے تو اللہ کی محبت اور اس کے خوف کی بنیاد پر گناہوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

«الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنْ عَذَابِ اللهِ كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ»

"روزہ تمہیں عذاب الٰہی سے اسی طرح بچاتا ہے جس طرح ڈھال تمہیں لڑائی سے بچاتی ہے۔"③

---

① صحيح بخاری، الصوم ، باب هل يقول : إنی صائم إذا شتم، حديث : 1904
② سنن نسائی ، الصيام ، باب ذكر الأختلاف علی محمد بن ابی يعقوب فی حديث ابی امامة فی فضل الصائم ، حديث : 2225
③ مسند احمد : 217/4

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا : إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ»

''روزے دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں، ایک تو اس وقت جب وہ روزہ افطار کرتا ہے، اور اپنے افطار پر خوش ہوتا ہے۔ دوسری خوشی اسے اس وقت ملے گی جب وہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرے گا۔''①

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ ، يَقُولُ الصِّيَامُ : رَبِّ إِنِّي مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ بِالنَّهَارِ، فَشَفِّعْنِي فِيهِ، وَيَقُولُ الْقُرْآنُ رَبِّ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ ، فَيُشَفَّعَانِ»

''روزہ اور قرآن دونوں بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا: اے میرے پروردگار! میں نے اسے دن میں کھانے اور پینے سے روکے رکھا، اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما، اور قرآن کہے گا: اے میرے رب! میں نے اسے رات کو سونے سے روکے رکھا، یعنی اس نے تراویح میں قرآن سنا، لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ان دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔''②

---

① صحیح بخاری، الصوم ، باب هل يقول : إنی صائم إذا شتم، حدیث : 1904
② مجمع الزوائد : 181/3 وصحیح الترغیب والترهیب للالبانی، حدیث : 1429

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَخَلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ»

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، روزے دار کے منہ کی بُو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔'' ①

(یہ بُو معدے کے خالی ہونے سے پیدا ہوتی ہے)

رمضان المبارک میں روزے جیسی عظیم الشان عبادت کے ساتھ ایک اور عبادت یعنی تراویح کا تحفہ ملا۔ تراویح اور تہجد دراصل دونوں ایک ہی عبادت ہیں۔ رمضان میں عشاء کے بعد جو نفلی نماز ادا کی جاتی ہے، اسے تراویح کہتے ہیں اور غیر رمضان میں جو نماز صبح صادق سے پہلے پڑھی جاتی ہے، اس کو تہجد کہتے ہیں۔

احادیث میں قیام رمضان یعنی تراویح کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ صحیح بخاری کی روایت ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»

''جس شخص نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا اس کے گزشتہ سارے (صغیرہ) گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔'' ②

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام حالات میں جس طرح قیام اللیل کا اہتمام فرماتے تھے

---

① صحيح بخارى، الصوم، باب هل يقول: إني صائم إذا شتم، حديث : 1904

② صحيح بخارى، الايمان، باب تطوع قيام رمضان من الايمان ، حديث : 37

رمضان میں بھی اسی طرح قیام اللیل یعنی تراویح کا اہتمام فرماتے تھے۔ رمضان کی آخری دس راتوں کے قیام کا آپ خصوصی اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ ان راتوں میں جہاں آپ خود قیام کرتے، وہاں اپنے ساتھ گھروالوں کو بھی بیدار کرتے۔ صحیح مسلم میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب رمضان کا آخری عشرہ داخل ہوتا، تو آپ رات کو جاگتے، ساتھ میں گھر والوں کو بھی جگاتے، اور عبادت میں نہایت کوشش کرتے، اور کمرِ ہمت باندھ لیتے۔'' ①

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے:

«كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مَا لاَ يَجْتَهِدُ فِي غَيرِهِ»

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے میں عبادت میں جتنی کوشش کرتے تھے، دیگر دنوں میں اتنی کوشش نہیں کرتے تھے۔'' ②

ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ رمضان میں قیام اللیل یعنی تراویح کا اہتمام کرے اور رمضان کے آخری عشرے میں بالخصوص عبادت میں دلچسپی لے۔ خود بھی نوافل واذکار کا اہتمام کرے اور گھر والوں کو بھی اس کی ترغیب دے اور اپنے ساتھ انھیں بھی بیدار کرے۔

اسی طرح رمضان المبارک میں اعتکاف کی عبادت عطا کی گئی۔ اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے عبادت کی غرض سے، جامع مسجد کے کسی گوشے میں ٹھہرنا، اعتکاف

---

① صحیح مسلم، الإعتكاف، باب الإجتهاد فی العشر الأواخر...... حديث: 1174
② صحیح مسلم، الإعتكاف، باب الإجتهاد فی العشر الأواخر...... حديث: 1175

کہلاتا ہے۔ اعتکاف کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ انسان کا دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو جائے۔ ہر وقت اللہ کا ذکر ہو، اور اس کی رضا و قرب کی تلاش ہو، مخلوق کی بجائے اللہ تعالیٰ سے انس ہو۔ نبیٔ کریم ﷺ کی عام عادتِ مبارکہ یہی تھی کہ آپ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے، جیسا کہ صحیح بخاری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

«كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْتَكِفُ فِي كُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ يَوْمًا»

''نبیٔ کریم ﷺ اپنی وفات تک مسلسل رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے رہے۔ یعنی آپ کا عام معمول یہی تھا، لیکن جس سال آپ نے وفات پائی اس سال آپ نے بیس روز اعتکاف فرمایا۔''①

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رمضان کے درمیانی عشرے میں بھی اعتکاف کیا جا سکتا ہے، البتہ آخری عشرے میں اعتکاف کرنا افضل ہے، اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بیس دن کا اعتکاف بھی کیا جا سکتا ہے۔

یہاں ہم یہ بات بھی ذکر کر دیں کہ اعتکاف کے لیے رمضان المبارک یا روزے کا ہونا ضروری نہیں۔ غیر رمضان اور بغیر روزے کے بھی اعتکاف ہو سکتا ہے۔ اسی طرح دس دن سے کم کا بھی اعتکاف ہو سکتا ہے، یہاں تک کہ ایک دن یا ایک رات کا بھی اعتکاف ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

---

① صحیح بخاری، الإعتکاف فی العشر الأوسط من رمضان، حدیث: 2044

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے زمانۂ جاہلیت میں، مسجد حرام میں ایک رات اعتکاف کی نذر مانی تھی۔ انھوں نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا: أَوْفِ نَذْرَكَ'' (عمر!) اپنی نذر پوری کرو۔'' چنانچہ انھوں نے ایک رات کا اعتکاف کیا۔ [1]

دورانِ اعتکاف میں کثرت سے نفلی نماز، قرآنِ مجید کی تلاوت، ذکرِ الٰہی، تسبیح وتہلیل تحمید وتکبیر اور درود شریف وغیرہ پڑھنے میں مشغول رہنا چاہیے۔ اعتکاف کی حالت میں دنیا کی فضول باتوں سے اور دنیاوی امور ومعاملات میں صلاح ومشورہ سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ حالتِ اعتکاف میں تیمارداری کے لیے جانا، جنازے میں شریک ہونا، بیوی سے قربت اختیار کرنا منع ہے۔ البتہ بیوی سے ملاقات کرسکتا ہے، اور ساتھ کوئی محرم نہ ہو تو اُسے گھر تک بھی چھوڑ سکتا ہے۔

عورتیں اگر اعتکاف کرنا چاہیں تو شرعی حدود کی پابندی کرتے ہوئے ایسی مسجد میں اعتکاف کرسکتی ہیں، جہاں عورتوں کے لیے مردوں سے الگ ہر چیز کا انتظام ہو اور ان کی حفاظت کا بھی معقول بندوبست ہو۔ عورتوں کا اپنے گھروں میں اعتکاف کرنا قرآن وسنت سے ثابت نہیں۔

پھر اس مبارک مہینے میں ایک انعام شبِ قدر کا رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ القدر میں فرماتا ہے کہ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ صحیح بخاری میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ إِیمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»

''جس شخص نے شبِ قدر میں ایمان کی حالت میں، اور ثواب کے

[1] صحیح بخاری، الإعتکاف، باب من لم یر علیه إذا اعتکف صوما، حدیث :2042

لیے قیام کیا، اس کے سابقہ (صغیرہ) گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔"①

(رمضان المبارک کے فضائل اور احکام و مسائل کی مزید تفصیل کے لیے کتاب ''احکام و مسائلِ رمضان'' طبع دارالسلام کا مطالعہ فرمائیں)

① صحیح بخاری، الصوم، باب من صام رمضان إیمانا واحتسابا ونیة حدیث: 1901

پانچواں حق

حج بیت اللہ

رمضان کے روزوں کے بعد اللہ تعالیٰ کا پانچواں حق حج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حج صرف صاحبِ استطاعت لوگوں پر فرض کیا ہے۔ سورۂ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط﴾

''اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر، جو اس کی طرف راستے کی استطاعت رکھتے ہوں، اس گھر کا حج فرض کیا ہے۔''①

اسی طرح سورۃ البقرہ میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ط وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ز وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ﴾

''حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں، جو شخص ان مہینوں میں حج کرنے کا فیصلہ کرے، اسے چاہیے کہ اس پوری مدت میں شہوانی بات نہ کرے، اور نہ کوئی برا کام کرے، اور نہ لڑائی جھگڑا کرے، جو تم نیک کام کرتے ہو، اللہ اس کو خوب جانتا ہے، اور حج کے لیے جانے سے پہلے زادِ راہ لے لو، یعنی راستے کا خرچ لے لو، اور بہترین زادِ راہ تو اللہ کا خوف اور پرہیز گاری ہے۔ اور اے عقل والو! مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔''②

---

① سورۂ آلِ عمران، آیت: 97

② سورۃ البقرہ، آیت: 197

حج پوری زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ صحیح بخاری میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّـهُ»

''جس شخص نے خالص اللہ کی خوش نودی کے لیے حج کیا، اور ان دنوں میں نہ تو اس نے کوئی فحش بات کی اور نہ کوئی گناہ کا کام کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس ہوگا جیسے اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔''①

اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ حج سے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔ مگر جو شرائط قرآن وحدیث میں حج کے صحیح ہونے اور گناہ کے معاف ہونے کے لیے لگائی گئی ہیں، ان کا پورا کرنا بھی ضروری ہے۔ اب جو شخص اللہ کی خوش نودی کے بجائے نام ونمود کے لیے یا کسی اور ناجائز غرض سے حج کرتا ہے، یا وہ برائیوں سے بچنے کی بجائے زمانۂ حج میں بھی برائیاں کرتا ہے۔ ایسے شخص کا حج بھلا کیسے قبول ہوسکتا ہے اور اس کے گناہ کیسے معاف ہوسکتے ہیں۔

حج جہاں اسلام کا چوتھا رکن ہے، وہاں دینِ اسلام کا ایک ستون بھی ہے۔ یعنی اسلام کی عمارت جن ستونوں پر قائم ہے، ان میں سے ایک حج ہے۔ ظاہر ہے جب کسی چیز کی بنیاد کو گرا دیا جائے، تو وہ چیز گر جاتی ہے، کمزور ہوجاتی ہے۔ اب جو آدمی صاحبِ استطاعت ہونے کے باوجود بغیر کسی عذر کے حج بیت اللہ سے جی چراتا ہے تو وہ اسلام کی عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے۔ زبان سے اگرچہ وہ اس کا اقرار نہیں کر رہا، لیکن اس کا فعل اسی بات کی عکاسی کر رہا ہے۔ ایسا آدمی اپنے عمل سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کر رہا ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے۔

---

① صحيح بخاری ، الحج ، باب فضل الحج المبرور ، حديث : 1521

اللہ تعالیٰ سورۃ النور میں فرماتا ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾

''(سنو!) جو لوگ حکمِ رسول کی مخالفت کرتے ہیں، انھیں اس بات ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت آ پڑے یا انھیں دردناک عذاب آ لے۔''①

نبیٔ کریم ﷺ نے حج کی صرف زبانی تاکید نہیں فرمائی بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو خود حج کر کے دکھایا۔ حج کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ اس فرض سے قیامت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ جس طرح قیامت کے دن لوگ ایک جگہ جمع ہوں گے، اسی طرح عرفات کے میدان میں سب لوگ ایک جگہ جمع ہو کر اسی تصور کو تازہ کرتے ہیں۔ حج کا ہر رکن اللہ کی فرماں برداری اور قیامت کی کسی نہ کسی ہولناکی کی یاد دلاتا ہے۔ اس سے اللہ کی محبت تازہ ہوتی ہے۔ آدمی میں خواہشاتِ نفس پر قابو پانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ تواضع اور انکساری پیدا ہوتی ہے۔ صبر اور بردباری کی عادت پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے فائدے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حج فرض ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق ہے۔

(حج کے احکام و مسائل کے لیے دیکھیے، دارالسلام کی مطبوعہ کتاب ''حج و عمرہ'')

① سورۃ النور، آیت: 63
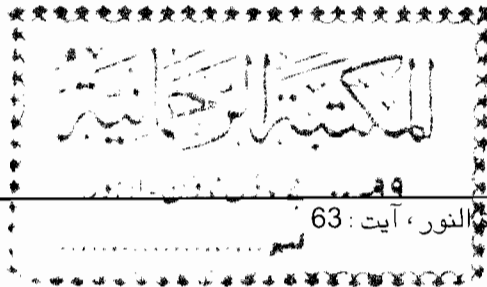
اللہ نے ہمیں پیدا کیا، بے شمار نعمتیں دیں
ہمیں زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھایا، احکام دیے
تاکہ ہم زندگی کو صراط مستقیم پر چلا سکیں
ان احکام پر عمل کرنا ہم پر اللہ کا حق ہے۔
انھیں ہم حقوق اللہ کہتے ہیں
اللہ کے ان احکام کو صحیح طریقے سے اور
بھرپور انداز میں ماننے کا نام ہی بندگی ہے
بندگی کا سلیقہ ہمیں تب ہی آ سکتا ہے
جب ہم یہ جانیں کہ حقوق اللہ کیا ہیں
اور ان کو کیسے پورا کیا جا سکتا ہے
یہ کتاب اس سلسلے میں ہماری مکمل رہنمائی کرتی ہے